یقین کا سفر
از قلم اقصیٰ حنان
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

یقین کا سفر

از قلم

اقصیٰ خان

www.novelsclubb.com

قسط نمبر ۱۲

چاندی رات میں ٹھنڈی ہوائیں جہاں موسم کو تازگی بخش رہی تھیں اسی طرح بالکونی میں بیٹھے اُسکے دل میں بھی اک سکون سا تھا لمبے بال آبشار کی طرح قمر پر کھلے بکھرے ہوئے تھے جو کہ ہوا کی وجہ سے اُڑ کر چہرے کا طواف کر رہے تھے جھنجھلاتے ہوئے اُسنے بالوں پر ہاتھ لے جا کر جوڑا بنانا چاہا لیکن اپنے ہاتھ پر کسی نرم لمس کو محسوس کرتے وہ پیچھے پلٹی تھی

"تُم بال نہیں باندھا کرو ہوائیں ناراض ہوتی ہیں"۔۔۔۔اُسکے لمبے بالوں پر ہاتھ پھیرتے زاویار نے محبّت سے کہا

"فلرٹ کر رھے ھو میرے ساتھ ؟؟"اپنی قمر پر ہاتھ رکھتے اُسنے کن اکھیوں سے پوچھا.

"بیوی ہو تُم میری، کر سکتا ہوں"۔۔۔۔۔جواباً اُسنے بھی اپنے سینے پر ہاتھ باندھتے جتانے والے انداز میں کہا

تو مسٹر شوہر آپکی بیوی کو چائے پینی ہے۔۔۔۔۔آنکھیں پٹ پٹاتے اُسنے بھرپور معصومیت سے کہا مطلب صاف تھا کہ اب وہ اُسکے لیئے چائے بنائے.

"ٹھیک ہے بیگم میرے لیئے آدھا کپ بنانا"۔۔۔۔۔اُسکا ارادہ جاننے کے باوجود بھی اُسنے انجان بنتے ہوئے کہاں

"تُم اچھی بناتے ہو نہ"۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے پہلے یہ بتاؤ، چائے یا میں ؟؟"آئیبرو اُٹھاتے اُس نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا چہرے پر ہلکی مسکراہٹ تھی جیسے اُسنے اپنے سوال سے اُسے پھسالیا ہو.

"تمھارے ہاتھ کی چائے"۔۔۔۔اُس کے قریب آتے زوِش نے فاتح مسکراہٹ سجائے جواب دیا مطلب وہ اس سوال میں بھی جیت گئی تھی.

"بیگم سمجھدار ہو تُم"۔۔۔۔وہ اُسکی سمجھداری کی داد دیئے بنا نہ رہ سکا.

"مسٹر زاویار سلطان کی بیوی ہو نا تبھی"۔۔۔۔۔۔

"چلیں"۔۔۔اُسکا ہاتھ تھامتے زاویار نے باہر کا اشارہ کیا

"کہاں؟؟"

"چائے بنانے"۔۔۔۔

"تُم بناؤ گے نہ"۔۔۔زوِش نے جلدی سے کنفرم کرنا چاہا

"ہاں تو ظالم بیوی پاس کھڑی رہ کر کمپنی تو دے سکتی ہو نہ"۔۔۔اُسکے اس طرح مظلومیت سے کہنے پر وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی زاویار لمحے بھر کو رکا اور بغور اُسکا جائزہ لینے لگا اُسکی ہنسی کو خدا نے دُنیا کے ہر سُر سے الگ بنایا تھا اُسے یوں کھلکھلا کر ہنستے دیکھنا زاویار کے لیئے ایک حسین منظر تھا اور پھر اُس کے ساتھ روم سے باہر نکل کر دونوں نیچے فلور پر کچن کی جانب چلے گئے.

*****

اسٹڈی روم سے نکلتے وہ روم میں آیا تھا جہاں صوفے پر پاؤں اوپر کیے بیٹھی حور کو دیکھا جو ایک فائل گود میں رکھے اُس پر جُھکی ہوئی تھی سر کو نفی میں ہلاتے وہ اُسکے پاس آکر بیٹھا وہ آج کل ہر وقت اپنی فائل پر جُھکی ڈیزائین بنانے میں مصروف رہتی تھی

"اتنا کام نہیں کیا کرو تھک جاؤ گی"۔۔۔وہ بھی اُسکے پاس ہی صوفے پر بیٹھا گیا۔

"یہ ماہنور کے نکاح کا ڈریس ہے بس یہ ڈیزائین ہو جائے پھر میں پُر سکون ہو جاؤ گی"۔۔۔۔۔

"آپ نے کچھ کھایا تھا؟ یا بس ان فائلز کو دیکھ کر ہی پیٹ بھر رہی ہیں"۔۔۔۔۔

حور یہ کو سمجھ نہ آیا وہ فکر مند تھا یا طنز کر رہا تھا۔

"یہ فکر تھی یا طنز؟"اُسنے آنکھیں چھوٹی کرتے گھورتے ہوئے پوچھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ظاہر ہے فکر ہے"۔۔۔بناوقت ضائع کیۓ اُسنے جلدی سے جواب دیا جس پر وہ ہنسی تھی.

"آپکو پتا ہے آپ کتنے پیارے ہیں"۔۔۔۔اُسکی آنکھوں میں دیکھتے حوریہ نے لاڈ سے کہا.

"یہ خوبصورتی جو آپ کو مجھ میں دکھتی ہے نہ یہ آپ کی محبّت کی روشنی ہے"

۔۔۔۔۔

"آپ ہر چیز کا کریڈٹ مجھے دینا چھوڑ نہیں سکتے؟؟"وہ سچ میں جاننا چاہتی تھی کیوں وہ ہر چیز کا کریڈٹ اُسے ہی دیتا تھا.

"نہیں"۔۔سرمئی آنکھوں میں محبّت کا سمندر لیئے اُسنے سادہ سا جواب دیا.

"اُف"۔۔۔اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتی وہ دوبارہ سے فائلز پر جُھکی تھی.

www.novelsclubb.com

"اُف"۔۔۔۔ مصطفیٰ بھی اُسی کے انداز میں ماتھے پر اپنا ہاتھ مارتا مصنوعی ساجُھکا تھا اُسکی اس حرکت پر حور نے لمحہ ٹھہر کر اُسے دیکھا اور پھر دونوں کھلکھلا کر ہنسے تھے.

*****

"سر یہ اُن دو لوگوں کی ڈیٹا فائل ہے جنکا آج انٹرویو تھا اور انکی سی وی بھی ان کی فائلز میں ہے"۔۔۔۔ بُراق کے سامنے فائلز رکھتے وہ اُن دو لڑکیوں کے لیئے گئے انٹرویو کے بارے میں بتانے لگی جو اُسنے اور صدّیق نے لیا تھا۔

اُسکے بتانے پر بُراق اُسے سننے کے ساتھ ساتھ فائلز کو کھول کر دیکھنے لگا دونوں کی سی وی کو سامنے رکھتے بُراق انکو دیکھنے لگا اور نظر ایک نام پر اٹک گئی "ماہنور" بُراق کے بے ساختہ نظریں اُٹھا کر دیکھنے پر سارہ بولتے بولتے رُکی تھی۔

"سر"۔۔۔۔اُسکی بدلی بدلی آنکھوں کو دیکھتے اُسنے ہچکچاہٹ سے کچھ کہنا چاہا، تو کیا اُس نے پھر سے کوئی غلطی کر دی جس پر وہ ایسے دیکھ رہا تھا.

"مجھے اِن دونوں سے ملنا ہے"۔۔۔۔اُسکے کچھ کہنے سے پہلے بُراق جلدی سے کہتے اپنی سیٹ سے کھڑا ہوا تھا. حقیقت میں اُسے صرف اِس ماہنور نامی لڑکی کو دیکھنا تھا دل میں کہیں اُمید جاگی تھی کہ وہ اُسکے سامنے ہوگی اور وہ اُسے دیکھ لے گا اُسنے دل سے خواہش کی تھی کہ یہ وہی ہو.

"سر لیکن آپ"۔۔۔۔اُسنے کچھ کہنے کے لیئے منہ کھولا تھا جب بُراق کی سخت نظروں سے خود پر پا کر خاموش ہوگئ اور سر اثبات میں ہلاتے اُسکے پیچھے آفس روم سے باہر نکلی تھی.

روم میں جانے سے پہلے بُراق نے گلاس وال سے اندر دیکھا جہاں سامنے کُرسی پر دو لڑکیاں پینٹ پر ٹاپ پہنے بیٹھی تھیں وہ اندر جاتے جاتے رُکا تھا اور پلٹ کر سارہ کو دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو کہ یہ وہی ہیں کیا

"سر یہ دونوں ہی وہ لڑکیاں ہیں جو انٹرویو دینے آئی تھیں"۔۔۔اُسکے بتانے پر بُراق نے گہرا سانس لیا تھا دل میں جاگی ایک چھوٹی سی اُمید بھی دوبارہ ختم ہو چُکی

تھی۔ کیا سوچ کر وہ یہاں آیا تھا وہ کراچی میں ہے یہاں کیسے آسکتی ہے۔۔۔اندر جانے کا ارادہ ترک کرتے وہ دوبارہ اپنے آفس کی طرف چلا گیا سارہ تعجب سے اُسکی پُشت دیکھنے لگی جو کچھ دیر پہلے خود یہاں آیا تھا اور اب اندر جانے سے پہلے ہی واپس چلا گیا اپنے بوس کے بدلتے انداز سارہ کی سمجھ سے باہر تھے.

آفس میں آتے ہی وہ راکنگ چیئر سے سر ٹکائے آنکھیں موندھیں ہوا تھا کئی لمحے وہ یوں ہی بیٹھا رہا دروازہ نوک کرتے سارہ اندر آئی تھی.

"سر"۔۔۔

"ہمم"۔۔۔۔چیئر ٹیبل کے قریب کرتے دونوں کہنیاں ٹیبل پر رکھتے اُسنے جواب دیا تھا اُسکی اجازت مِلنے پر سارہ نے اگلے پورے ہفتے کا شیڈیول بتانا شروع کیا.

"ایک منٹ۔۔کل کیا تاریخ ہے؟"۔۔۔۔سارہ کی بات کو بیچ میں کاٹتے اُسنے پوچھا

.

۱۵"مارچ"۔۔۔۔۔

"اوکے سو، میری اگلے دو دن کی تمام میٹنگ کینسل کر دو"۔۔۔۔اُسنے جلدی سے حکم نافذ کیا تھا.

"سر لیکن"۔۔۔۔

"اور ہاں صدیق کو اندر بھیج دینا"۔۔۔۔۔اُسکی بات سنے بنا اُسنے ایک اور حکم نافذ کیا تھا مطلب صاف تھا کہ وہ کوئی بھی بات سننے کے موڈ میں نہیں سارہ کے باہر جاتے ہی صدیق اندر آیا.

"صدیق میرا آج ہی کی فلائیٹ سے کراچی کے ٹکٹ کروا دینا"۔۔۔۔۔

"اوکے سر"۔۔۔۔۔صدیق کے جاتے ہی وہ دوبارہ سے سر چیئر سے ٹکائے آنکھیں موندھ گیا.

******

مارچ کی اُداس بھیگی شام میں چاند کی نرم سی روشنی میں لپٹے آسمان کے نیچے وہ بالکونی میں کھڑا دور تک جاتی لمبی سڑک کو دیکھ رہا تھا ہاتھ میں پکڑے چائے کے کپ سے اُٹھتی گرم بھاپ اور ادھورے خواہشات کے ساتھ غمگیں سوچیں لیئے وہ اپنی آنے والی زندگی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔انتظار کرنا تکلیف دہ ہوتا ہے اور بھولنا اُس سے بھی زیادہ تکلیف دہ لیکن سب سے زیادہ تکلیف تب ہوتی ہے جب آپ فیصلہ نہ کر پائیں کہ آپ نے انتظار کرنا ہے یا بھولنا ہے اور وہ اس وقت اسی تکلیف سا گزر رہا تھا۔۔۔۔۔

کل ریحانہ بیگم کی سالگرہ تھی جسے منانے کے نام پر سلطان ہاؤس کے تمام افراد پورا دِن ایک ساتھ گزارتے تھے اور ہر سال کی طرح اس سال بھی وہ اپنی ماں کے ساتھ اُنکی سالگرہ میں شامل ہونے جا رہا تھا وہ دوبارہ کراچی جا رہا تھا جہاں سے وہ اپنا ٹوٹا ہوا دل لے کر آیا تھا اس بات سے انجان کے اِس بار کراچی جانے کے بعد وہ اپنا

www.novelsclubb.com

سب کچھ ہار جائیگا۔۔۔اپنے ذہن پر چھائی قنوطیت کو دور دھکیلتے اُسنے نظر ہاتھ میں پہنی گھڑی پر ڈالی،

آٹھ بجے کا وقت تھا نو بجے اُسکی فلائیٹ تھی۔فریش ہونے کے غرض سے وہ واشروم کی طرف بڑھا.

فریش ہوتے ہی باہر نکلتے اُسنے صدیق کو کال کی جو کے پہلی رنگ پر اُٹھالی گئی تھی شاید سامنے والا بھی اس کال کے انتظار میں تھا۔کال پر بات کرتے وہ اپنے فلیٹ سے باہر نکلا تھا وہ صرف دو دن کے لیئے کراچی جا رہا تھا اور وہاں گھر میں ہر آسائش موجود تھی جسکی وجہ سے اُسنے کوئی پیکنگ نہیں کی تھی۔دونوں ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈالتے وہ پارکنگ ایریا میں پہنچا جہاں صدیق گاڑی میں اُسکا انتظار کر رہا تھا اُسکے گاڑی میں بیٹھتے ہی گاڑی ایئرپورٹ کے راستے پر گامزن ہو گئی.

****

www.novelsclubb.com

گاڑی میں خاموشی سے بیٹھی وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی چلتی سڑک پر گاڑیوں کا ایک ہجوم تھا عموماََ کراچی میں اس پہر ے سڑکوں پر زیادہ رش ہوتا ہے. سڑک پر موجود ہر شخص اپنی کہانی لیئے ہوا تھا کوئی سکون میں تھا تو کوئی اپنے اندر ہی ایک جنگ لڑ رہا تھا

گاڑی کے اندر خاموشی کو حیدر کی آواز نے توڑا تھا۔

"آپ ہمیشہ ہی اتنا خاموش رہتی ہیں کیا؟"

"نہیں۔بس طبیعت تھوڑی خراب ہے اس لیئے"۔۔۔۔۔بے تاثر چہرہ لیئے اُسنے بتایا اُسکے سر میں پہلے سے ہی شدید درد تھا اور اُپر سے حیدر کے کہنے پر ہاجرہ بیگم نے اُسے حیدر کے ساتھ شاپنگ پر بھیج دیا.

"اگر آپکی طبیعت خراب تھی وہ پہلے بتا دیتیں ہم کل چلے جاتے شاپنگ پر"

۔۔۔۔۔

"نہیں اتنی بھی طبیعت خراب نہیں ہے اب"۔۔۔۔وہ اُس کی فکر مندی دکھانے پر بھی نہ ہنس سکی یہ طبیعت تو اُسکی منگنی کے بعد سے ہی خراب ہے اور آگے بھی نہ جانے کب تک رہنے والی تھی۔

"آر یو شیور؟؟"

"ہمم"۔۔۔۔گاڑی مال کے سامنے روکتے وہ خود نیچے اُترا تھا ماہنور بھی اُسکے ساتھ ہی نیچے اتری اور دونوں ایک ساتھ مال کے اندر گئے اندر جاتے وہ سب سے پہلے ایک جیولری کی شاپ میں گئے جہاں ماہنور نے اپنے نکاح کے جوڑے کے ساتھ میچنگ جیولری لینی تھی

www.novelsclubb.com

وہ خاموشی سے حیدر کے ساتھ کھڑی تھی اور حیدر اُسکے لیئے جیولری سیلیکٹ کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ اُسکی رائے بھی پوچھ رہا تھا جس پر وہ ہر جیولری پر پسندیدگی ظاہر کر رہی تھی حقیقت میں اُسے کسی جیولری سے کوئی سروکار نہیں تھا اُسکا دل ہر چیز

سے اُچاٹ ہو چُکا تھا اب کچھ بھی مل جائے وہ پہن لے گی اُسے کچھ خاص پسند نہیں آ رہا تھا.

"آپ اپنی پسند سے کچھ نہیں لیں گی؟؟"اُس کی کسی بھی چیز میں دلچسپی نہ دکھانے پر حیدر نے پوچھ ہی لیا.

"نہیں آپ لے لیں مجھے سب اچھا لگ رہا ہے"۔۔۔۔ بامشکل چہرے پر ہلکی مسکراہٹ سجائے اُسنے جواب دیا.

"چلیں یہ بھی ٹھیک ہے ویسے بھی دلہن میری ہو گی تو چیزیں بھی میری پسند کی ہی ہونی چاہیے"۔۔۔۔اثبات میں سر ہلاتے وہ اُسکی بات پر جواباً مسکرائی تھی اور یہ مسکراہٹ شاپ کے باہر کھڑے انسان کے دل پر آگ کے مترادف کام کر گئی تھی وہ جو یہاں ریحانہ بیگم کے لیئے گفٹ لینے آیا تھا شاپ کے اندر حیدر کے ساتھ اسکو مسکراتا دیکھ وہیں رک گیا۔

جلن نہیں تھی، خوف تھا مجھے

وہ جس کے ساتھ مسکرا کر بات کرتا

میں دل میں ڈر جاتا تھا۔

اندر جانے کا ارادہ ترک کرتے وہ وہیں سے پلٹ گیا.

حیدر کے نمبر پر کال آتے ہے حیدر اُسے ایکسیوز کرتا باہر کی جانب گیا ماہنور نے اُسکے تعاقب میں دیکھا اُسے کسی کی ہلکی سی جھلک دکھائی دی تھی دماغ سے آواز آئی کہ وہ تو یہاں نہیں ہے لیکن دل کی آواز پر وہ جلدی سے شاپ سے باہر نکلی تھی کہ شاید قسمت مہربان ہو اُس پر، باہر نکلتے اُسنے کوٹ میں خود سے دور جاتے شخص کی پُشت کو دیکھتے آواز دی.

"بُراق"۔۔۔۔۔اتنے وقت بعد اُسکے منہ سے اپنا نام سنتے قدموں کی کیا مجال دل بھی رُک سا گیا تھا۔

اُسکے پلٹنے پر ماہنور کا دل زور سے دھڑکا تھا. آس پاس کی دُنیا جیسے رُک سی گئی تھی. اُس کی طرف ہلکے قدم اٹھاتے وہ اُسکے روبرو کھڑی ہوئی۔

"کیسے ہو؟؟"

"کیسا ہو سکتا ہوں؟؟"

"دکھنے میں تو ٹھیک لگ رہے ہو"۔۔۔۔

"تمھاری طبیعت مجھے کچھ صحیح نہیں لگ رہی"۔۔۔۔اُسکے بجھے بجھے چہرے کو دیکھتے بُراق نے کہا

"نہیں وہ بس ہلکا سا سر درد ہے"۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے تُم اپنا دھیان رکھنا میں چلتا ہوں"۔۔۔۔۔اُسے لگا وہ کچھ دیر اور وہاں کھڑا ہوا تو کبھی لوٹ نہیں پائے گا۔اُس کی اتنی جلدی پر ماہنور کا دل بجھ سا گیا تھا تو کیا اُسکے پاس اُسکے لیئے تھوڑا سا وقت بھی نہیں تھا۔

"میرے نکاح پر آؤ گے ؟؟"بُراق کے بڑھتے قدم رُکے تھے ایک ہی چست میں وہ پلٹا تھا.

"کب ہے تمھارا نکاح؟"

"پرسو"۔۔۔۔کسی نے پورا آسمان بُراق کے سر پر دے مارا تھا.تو کیا اتنے جلدی اُسے اپنی محبّت سے دستبردار ہونا تھا وہ جو اُس کی ذات کا حصّہ تھی کیا وہ عمر بھر اسکے لیئے ترسے گا. عین ممکن ہوتا ہے جو آپکی پوری کہانی کا مرکز ہو اُسکی کہانی میں آپکا ذکر بھی نہیں ہو.

"کہاں کھو گئے"۔۔۔۔اُسکی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر ماہنور نے اُسکے سامنے چٹکی بجائی ایک لمحے میں وہ اس تلخ حقیقت میں لوٹا تھا.

"تمھیں پتا ہے ماہنور تمھارا نام صرف تُم پر سوٹ کرتا ہے"۔۔۔بے وقت وہ بے تکی بات کر رہا تھا شاید اِس لیئے بھی کیوں کے وہ جانتا تھا کہ یہ اُن کی ملاقات کی آخری شام ہے.

"اچھا، تو مسٹر بُراق آپ میرے کتنے ہم ناموں سے ملے ہیں؟؟"قدرے دلچسپی سے دونوں ہاتھ باندھتے اُس نے پوچھا۔

"صرف ایک سے لیکن مجھے یقین ہے یہ نام صرف تُم پر ہی جچتا ہے"۔۔۔۔اُسکے منہ سے اپنی تعریف سننا ماہنور کے لیئے کچھ نیا تھا.

"لیکن تُم کتنے بتمیز ہو نہ لاہور جاتے ہوئے بتا کر بھی نہیں گئے"۔۔۔اپنی گفتگو کا دورانیہ زیادہ کرنے کے لیے وہ شکوہ کر گئی.

"یار اچانک جانا پڑ گیا اسی لیئے نہیں بتا سکا"۔۔۔اُسکا خود سے شکوہ کرنا اُسے اچھا لگا تھا.

ساتھ میرے کھڑا تھا لیکن قریب کسی اور کے تھا

وہ اپنا سا لگنے والا شخص نصیب کسی اور کا تھا

"ماہنور"۔۔۔۔اپنے پیچھے سے آتی حیدر کی آواز پر اُس نے ہلکی سی گردن موڑ کر اُسے دیکھا اُس کے قریب آتے حیدر نے اُسکا ہاتھ تھاما اُس کے یوں اچانک ہاتھ تھامنے پر ماہنور نے حیرت اور سخت نظروں سے اُس کے چہرے کو دیکھا وہ اُسکا منگیتر تھا شوہر تو نہیں جسے وہ اپنا ہاتھ تھامنے دیتی۔۔حیدر کے ہاتھ میں اُسکا ہاتھ دیکھتے بُراق نے ضبط سے آنکھیں بند کر کے کھولیں تھیں۔اُف، کتنا تکلیف دہ یہ وہ کیسے اُسے کسی اور کا ہوتے ہوئے دیکھے گا کتنے ہی تیر اُسے اپنے سینے میں پیوست ہوتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔

"اوہ ہیلو، بُراق رائٹ"۔۔۔۔۔حیدر نے خوش اخلاقی سے اُسے دیکھتے ہاتھ آگے بڑھایا تھا اُس نے اپنے رشتے کے وقت ایک ہی بار اسے دیکھا تھا اسی لیئے پہچان گیا تھا۔

"ہیلو"۔۔۔۔۔لہجے میں سختی سموئے اُسنے جواب دیا تھا البتہ ہاتھ ملانے کی زحمت اُسنے نہیں کی تھی، حیدر نے اپنا بڑھا ہوا ہاتھ پیچھے کرتے اپنے سر پر پھیرا.

"چلیں ماہنور"۔۔۔۔۔اُسنے ماہنور کی طرف دیکھتے پوچھا جو کے بُراق کو دیکھ رہی تھی.

"ہمم"۔۔۔۔۔نظریں ابھی بھی بُراق کے چہرے پر مرکوز تھیں جیسے وہ ابھی اُسے روکے گا اور وہ رُک جائے گی۔

"آپ ضرور آیئے گا ہمارے نکاح پر"۔۔۔۔۔۔حیدر نے جاتے جاتے بُراق کو دعوت دینا ضروری سمجھ اُس کی بات کو کسی خاطر خواہ میں نہ لاتے ہوئے بُراق

گہری نظروں سے ماہنور کے چہرے کے نقوش کو حفظ کرنے میں لگا ہوا تھا کیوں کہ اب اُسنے اس چہرے کو بغیر دیکھے ایک عمر گزارنی ہے۔

"خداحافظ "۔۔۔۔ماہنور نے خالی نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا اور وہاں سے آگے بڑھ گئی تو کیا یہ طے تھا کہ اب ہم نے عمر بھر نہیں ملنا اُس کے پلٹتے ہی بُراق گہری سانس لینے لگا. کبھی کبھی کسی کا الوداع کہنا خالی ایک لفظ نہیں ہوتا بلکہ ایک پورا زمانہ ہوتا ہے جو الوداع ہو جاتا ہے اُسکے الوداع کہنے پر صرف وہ الوداع نہیں ہوئی تھا بلکہ بہت سی گلیاں، احساسات، جذبات، خمار میں ڈوبے وہ دِن، ہنسی، قہقہے اور ہر وہ چیز بچھڑ گئی تھی جو اُس سے منسوب تھی.

www.novelsclubb.com

ایک الوداع کے ساتھ وہ!!

آسمان کے سب ہی تارے لے گیا۔۔۔

سورج تک تو ٹھیک تھا

مگر!!

وہ بے رحم میرا چاند تک لے گیا۔

******

"تو کیا تم اس جگہ مجھے بائیک سکھاؤ گے؟؟" زِوش نے اِرد گرد خالی سڑک کو دیکھتے زاویار سے پوچھا جو اُسکی فرمائش پر اُسے بائیک سیکھانے لایا تھا۔

"ہاں کیوں؟"

"اتنی خالی سڑک ہے یہ"۔۔۔۔

"تبھی تو یہاں لے کر آیا ہوں"۔۔۔۔۔۔

"اور یہاں خالی سڑک پر بائک سیکھانے کی وجہ؟ اُس کے قریب ہوتے زِوش نے شرارت سے پوچھا۔

"کیوں کہ میں تمہیں لوگوں سے بھری سڑک پر نہیں لے کر جا سکتا تھا"

"وجہ؟؟" چہرے پر شریر مسکراہٹ سجائے وہ اور اُسکے قریب ہوئی.

"تمھارا کیا بھروسہ کسی کو اپنی بائیک سے مار دو تو، میں عدالت کے چکر نہیں کاٹ سکتا بھئی"۔۔۔۔وہ جو سوچ رہی تھی کہ وہ اُسے لوگوں کی نظروں سے بچانے کے لیئے یہاں لایا تھا اُسکے جواب پر اُسکی مسکراہٹ سمٹی تھی.

"بھاڑ میں جاؤ"۔۔۔۔وہ سخت بدمزہ ہوئی.

"تمھیں بھی ساتھ لے کر جاؤں گا"۔۔۔اُسکے پلٹنے سے پہلے زاویار نے بازو سے پکڑ کر اُسے اپنی طرف کھینچا جو سیدھا اُسکے سینے سے آلگی تھی.

"ویسے بائک سیکھ کر کیا کرو گی؟؟" اُسکے گرد حصار قائم کرتے زاویار نے اُس سے پوچھا.

"اچھی بائک ریسر بنو گی"۔۔۔۔

"کیوں؟؟" اُسکا ارادہ جاننے کے بعد زاویار کو تعجب ہوا.

"پھر نیل سے ملوں گی"۔۔۔اب کی بار تنگ کرنے کی باری زوِش کی تھی وہ جانتی تھی وہ نیل کے نام سے جیلس ہوگا تو کیسے وہ اس موقع کو ہاتھ سے جانے دے سکتی تھی.

"آہ کیا ریسر ہے وہ، تمھیں پتا ہے وہ بائک چلاتے ہوئے کتنا خوبصورت لگتا ہے" ۔۔۔زاویار اُسکی اگلی کوئی بات سُن ہی نہیں رہا تھا اُسکے دماغ میں تو بس یہ بات چل رہی تھی کے کچھ سیکنڈ پہلے زوِش نے کسی اور کی تعریف کی تھی.

"تمھیں پتا ہے جب وہ بائک چلاتا ہے تو اُسکے ہاتھوں پر اُبھرتی نسیں کتنی پیاری لگتی ہیں، اُسکی ڈریسنگ کتنی اچھی لگتی ہے"۔۔۔وہ جلے پر نمک چھڑکتے ہوئے مزے سے اُس کی خوبیاں بیان کر رہی تھی۔زاویار نے اچانک اُسکے منہ پر ہاتھ رکھتے اُسکے چہرے کو خود کے قریب کیا۔

"میں نہ نیل نامہ سُن سُن کر تھک گیا ہوں"۔۔۔۔۔ایک ایک لفظ پر زور دیتے اُسنے اُس سے کہا تھا جو مسلسل منہ پر ہاتھ رکھے ہونے کے باوجود بھی کچھ کہنے کی تگ ودو میں تھی.

"اگر تمھارے منہ سے ایک لفظ اور نکلا کسی اور کی تعریف کے لیئے تو میں تمہیں اپنے طریقے سے چُپ کرواؤ گا ویسے بھی سڑک خالی ہے"۔۔۔۔۔وہ جو مسلسل کچھ کہنے کی کوشش میں لگی تھی اچانک اُسکا چلتا منہ رکا تھا زاویار کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا.

"سمجھدار ہو یار تُم"۔۔۔۔۔اُسکے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے اُسنے اُسے ہیلمیٹ پہنایا لیکن وہ ہیلمیٹ پہنے کے بعد بھی اُسے گھورنا نہیں بھولی تھی.

*****

رات کا اندھیرا ہر چیز پر غالب ہوئے چاروں جانب خاموشی کی فضاء پھیلائے ہوئے تھا۔گزرتے لمحے کے ساتھ سڑک پر گاڑیوں کی تعداد بھی کم ہوتی جارہی تھی۔

www.novelsclubb.com

ایسے میں وہ سڑک پر ساکت نظریں جمائے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اُسے اِرد گرد کی دُنیا سے کوئی لینا دینا نہیں تھا جسکی دل کی دنیا اُجڑ جائے اُسے باہر کی دنیا کی پرواہ نہیں ہوتی۔ آنکھوں کے سامنے اس وقت مال کا منظر گھوم رہا تھا، کسی اور کے ہاتھوں میں اپنی کل کائنات دیکھنا کتنا اذیت ناک ہوتا ہے، اس لمحے اُسکی آنکھ میں ایک آنسو جم گیا تھا جو نے بہہ رہا تھا اور نہ آنکھ کے اندر رہنے کو تیار تھا اور اُسکی جلن ایسی تھی جیسے کسی نے آنکھ میں انگارے رکھ دیئے ہو اور وہ چیخ بھی نہ پا رہا ہو۔ گاڑی کو گھر کے راستے پر ڈالتے وہ کچھ ہی دیر میں سلطان مینشن کے باہر تھا گھر میں خاموشی سے اندازہ ہو رہا تھا کہ سب سو چکے ہو گے۔ اُسنے کراچی آنے سے پہلے صرف زاویار کو بتایا تھا باقی سب کو وہ سرپرائز دینا چاہتا تھا لیکن یہاں آنے کے بعد اُسے اپنی زندگی کا سب سے تکلیف دہ سرپرائز ملا تھا جسکی تکلیف اُسنے ساری زندگی سہنی تھی۔ صبح سب سے ملنے کا ارادہ کرتے وہ لڑکھڑاتے ہوئے اپنے کمرے میں آیا تھا ہاتھ میں پکڑا کوٹ بیڈ پر اچھالتے وہ خود زمین پر بیٹھ گیا اُسکے ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ سب کچھ

www.novelsclubb.com

اپنے ہاتھ سے جاتا ہوا محسوس ہو رہا تھا کچھ دیر بعد وہ زور زور سے سانس لیتے وہ وہیں بیڈ کے ساتھ پُشت لگائے بیٹھ گیا۔

*****

سلطان مینشن میں موجود سب ہی لوگ ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے اپنے اپنے ناشتے کے ساتھ انصاف کر رہے تھے۔ سیڑھیوں سے اُترتے کسی نفیس کے جوتوں کی آواز پر عائشے نے چہرہ گھوما کر دیکھا تھا۔

"بُراق"۔۔۔۔وہ خوشی سے چیخی، اُسکے چیخنے پر سب نے سیڑھیوں کی طرف دیکھا تھا، زاویار کے علاوہ سب ہی حیران ہوئے تھے ٹیبل پر پہنچتے بُراق جُھکتے ہوئے ریحانہ بیگم سے گلے ملا اور پھر مہتاب صاحب سے۔

"دُنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی کو سالگرہ مبارک"۔۔۔۔۔لفظ لڑکی پر خاصا زور دیتے اُسنے شرارت سے ریحانہ بیگم کو کہا تھا۔

"خُدا کا خوف کرو وہ تمھیں لڑکی کہاں سے لگتی ہے"۔۔۔۔۔ مہتاب صاحب نے ایک نظر ریحانہ بیگم پر ڈالتے بُراق کو کہا.

"آپ خود تو بوڑھے ہو گئے ہیں اسی لیئے میری امی کی خوبصورتی سے جلتے ہیں"۔۔۔۔۔

"میں کیوں جلوں گا تمھاری امی سے"۔۔۔۔۔

"جل ہی تو رہے ہیں تب ہی تو اُنکی تعریف پر بیچ میں بول پڑے تھے"۔۔۔۔۔ اُن دونوں باپ بیٹے کی ہمیشہ کی طرح نہ رکنے والی جملے بازی شروع ہو چکی تھی.

"اچھا اچھا بس"۔۔۔۔۔ ریحانہ بیگم نے اُن دونوں کو چُپ کروایا جو دونوں ہی آج ایک دوسرے کے ساتھ اچھی بحث کرنے کے موڈ میں تھے آخر اتنے دونوں بعد یہ موقع ملا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بُراق تُم بتا کر کیوں نہیں آئے ایسے اچانک آ گئے"۔۔۔۔۔عائشے کے پوچھنے پر وہ اُس کی طرف متوجہ ہوا.

"بتا کر آتا تو تمھارے چہرے پر یہ خوشی کیسے دیکھتا"۔۔۔

"مجھے کوئی خوشی نہیں ہوئی تمھارے آنے کی"۔۔لاپرواہی سے ادھر اُدھر دیکھتے وہ بولی وہ بلے اُسے مِس کرتی تھی لیکن یہ بات اُسے بتانے سے اُس کی شان میں کمی آجانی تھی.

بُراق کو یوں سب کے ساتھ ہنستا دیکھ کر زاویار کو اُس کی ہنسی پر ترس آنے لگا۔ہنستے تو سب ہی ہیں لیکن خوش کوئی کوئی رہتا ہے اور وہ جانتا تھا اُس کا بھائی کس تکلیف سے گزر رہا ہے.اُس کے چہرے پر خوشی دیکھنے کے لیئے وہ ایک آخری کوشش کرنا چاہتا تھا ناشتے کے بعد ٹیبل سے اٹھتے موبائل پر مصطفٰی کو کال ملاتے وہ باہر کی طرف نکل گیا۔

****

"ماہنور کھانا کھانا ہے صرف دیکھنا نہیں ہے"۔۔۔۔ہاجرہ بیگم کی آواز پر وہ اپنی سوچوں سے باہر آئی.

"کن سوچوں میں گُم ہو؟؟"

"کہیں نہیں"۔۔۔۔

"تو کھانا کیوں نہیں کھا رہی؟"۔۔ہاجرہ بیگم کی نظر پچھلے دو منٹ سے اُسی پر تھی جو ہاتھ میں چمچ پکڑے چاول کی پلیٹ کو گھور رہی تھی.

"امی بھوک نہیں لگی"۔۔۔۔بھرائی ہوئی آواز میں وہ بامشکل بول پائی تھی.

"بیٹا کھالو کھانا پھر پارلر بھی جانا ہے تُم نے تھک جاؤ گی، پچھلے کچھ دنوں سے میں دیکھ رہی ہوں تُم بلکل خود پر، اپنی صحت پر دیہان نہیں دے رہی"۔۔۔۔نکاح پر پارلر سے تیار ہونے کے بجائے اُسے فاطمہ تیار کرنے والی تھی جس کی وجہ سے اُس نے آج پارلر جا کر فیشل کروانا تھا.

"بیٹے کیا ہوا کوئی پریشانی ہے کیا؟" احمد صاحب نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتے محبّت سے پوچھا۔

"نہیں بابا کوئی پریشانی نہیں ہے"۔۔۔اپنے آنسو کو اندر دھکیلتے وہ ہلکا سا مسکرائی۔

"ٹھیک ہے پھر صحیح سے کھانا کھاؤ"۔۔۔۔۔

"ہمم"۔۔۔۔جب سب کے درمیان بیٹھے ہوئے آنکھیں آنسوؤں سے بھر جائیں اور پھر بھی چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجانی پڑے تب زندگی سے زیادہ بے رحم کوئی نہیں لگتا اور اُسکی زندگی اُس کے لیئے بے رحم ہو چکی تھی۔

اپنے حلق سے زبردستی چاول اُتارتے اُس کے کانوں میں فاطمہ کی آواز پڑی تھی جس پر اُسنے شکر کا کلمہ پڑھا تھا کہ چلو اب وہ یہاں سب کے بیچ سے اُٹھ سکتی ہے کیوں کہ اُسنے فاطمہ کے ساتھ پارلر جانا تھا۔

*****

وہ دونوں اس وقت بوتیک میں بیٹھے ہوئے تھے زوِش بگڑنے نقوش کے ساتھ پورے بوتیک پر اچھے سے نظرثانی کر رہی تھی۔اُسے اس بوتیک میں نہیں آنا تھا لیکن ریحانہ بیگم کے کہنے پر وہ اُنہیں منع نہیں کر سکی اور یہاں نہ آنے کی وجہ بھی نہ بتا سکی اسی لیئے خاموشی سے آگئی۔گلاس وال کے سامنے بنے کوریڈور سے لائیہ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ جلدی سے زاویار کے قریب ہوتی اُسکا ہاتھ اپنے ایک ہاتھ سے پکڑتے اپنی گود میں رکھ کر بیٹھ گئی۔پہلے تو زاویار کو اُس کا یوں اچانک ہاتھ پکڑنا سمجھ نہ آیا لیکن پھر روم کے اندر داخل ہوتی لائبہ پر نظر پڑتے وہ معاملہ سمجھ چُکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سر آپ کیا لینا پسند کریں گے؟ چائے، کافی؟؟" بھرپور مسکراہٹ اور خوش دلی سے کہتے وہ زاویار سے متوجہ ہوئی۔زوِش کا تو بس چلے وہ اُس کا منہ نوچ لے جو اُس کے شوہر کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"ہم کچھ نہیں لیں گے، ہمیں بس میرا ڈریس لینا ہے آپ جتنا جلدی ہو سکے ہمیں ڈریس دکھادیں کیوں کے ہم جلدی میں ہیں"۔۔۔زاویار کے بولنے سے پہلے زوِش نے جواب دیا.

"اوکے میم"۔۔۔۔اُس کی مسکراہٹ سمٹی تھی ڈریس دکھانے کے لیئے وہ اُنہیں اپنے پیچھے آنے کا کہتے خود روم سے باہر نکل چکی تھی.

"ویسے ہمیں تو کہیں نہیں جانا اس کے بعد پھر کس بات کی جلدی ہے؟؟"وہ جانتا تھا کہ وہ جیلس ہو رہی ہے لیکن پھر بھی انجان بنتے پوچھنے لگا. جواباً زوِش نے اُسے ایک زبردست گھوری سے نوازا تھا جس پر وہ ہنستے ہوئے اُسے اپنے ہمراہ لیئے ڈریس دیکھنے لگا۔

ڈریس فائنل کرتے وہ دونوں شاپ سے نکلتے گاڑی میں بیٹھ گئے۔گاڑی گھر کے راستے پر ڈالتے زاویار نے اپنے اُسے دیکھا جو کھڑکی سے باہر دیکھنے میں مصروف تھی

.

"ویسے تمھیں اُس سے جلنے کی ضرورت نہیں تھی"۔۔۔۔اپنے اُمڈنے والے قہقہے کو روکتے وہ لہجے میں ہلکی سنجیدگی لائے اُس سے گویا ہوا.

"کس نے کہا میں جیلس ہو رہی تھی؟؟"وہ اُسکی بے نیازی پر عش عش کر اُٹھا.

"تمھیں کسی بھی عورت سے جلنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کے دُنیا میں کوئی بھی عورت میرے لیئے تمھاری طرح نہیں ہو سکتی تُم میرے دل میں سب سے اونچے مقام پر ہو"۔۔۔۔۔اُس کی خود کے لیئے شدّت پسندی پر اُسے خوشی ہوئی تھی لیکن پھر بھی اُس نے زوِش کی غلط فہمی کو دور کرنا ضروری سمجھا۔

"تمھیں مجھ میں سب سے زیادہ کیا پسند ہے؟؟"

"تمھاری موجودگی"۔۔۔۔سادہ سے الفاظ میں وہ مکمل جواب دے چُکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اتنی محبّت کیوں ہے تمھیں مجھ سے ؟؟"اُس کے منہ سے اپنے لیئے اظہار محبّت سننا اُسے اچھا لگتا تھا کیوں کہ وہ ہر بار اپنے الفاظوں سے اُسے خوش قسمت محسوس کرواتا تھا.

"کیوں کہ تُم، تُم ہو"۔۔۔۔سڑک سے نظروں ہٹا کر اُس نے زوِش کی آنکھوں میں دیکھتے جواب دیا اور پھر نظر دوبارہ سڑک پر رکھ دی اُس کے جواب سے سرشار ہوتے وہ مسکراتے ہوئے دوبارہ باہر دیکھنے لگ گئی۔

*****

کمرے میں چھایا گُھپ اندھیرا وہاں کسی ذی روح کے ہونے کی نشاندہی نہیں کر رہا تھا۔اسی اندھیرے میں وہ اپنے ہاتھ سے سب جاتا دیکھ زمین پر بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا،ایک ٹانگ سیدھی جب کے دوسری کھڑی کی ئے وہ اس وقت مضبوط اعصاب کا مالک بُراق سلطان بہت مختلف لگ رہا تھا اُس کی سُرخ آنکھوں سے اُس کے ضبط کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔

خاموشی میں ڈوبے اس کمرے میں دروازہ کُھلنے کی آواز نے ارتعاش پیدا کیا تھا بُراق کے وجود میں کوئی حرکت نہ ہوئی اور پھر ایک دم سے پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا وہ ہنوز ویسے ہی بیٹھا رہا، دروازہ واپس بند ہو چُکا تھا اُسے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی وہ جانتا تھا کہ یہ کون ہو گا۔

"کب تک ایسے ہی زندگی گزارو گے؟؟" وہ بھی اُسکے ساتھ وہیں بیٹھ چُکا تھا.

"پتا نہیں، اُسے کھو کر تو میرے پاس کچھ بچا بھی نہیں ہے"۔۔۔وہ بے بس تھا کبھی کبھی انسان اتنا بے بس ہو جاتا ہے کہ وہ دُنیا کی ہر محبّت پانے کے باوجود بھی اُس ایک محبّت کے لیئے ترستا ہے جو اُس کی خواہش ہوتی ہے لیکن حاصل نہیں ہوتی.

"میں اُس سے کافی وقت سے یکطرفہ محبّت کرتا آرہا ہوں، تکلیف تو مجھے ملتی ہی آئی تھی لیکن کل اُسے کسی اور کے ساتھ دیکھا تو میری روح تک کانپ گئی تھی اُس کا ہمسفر بننا میری اندھی خواہش تھی لیکن اُس کے پہلوں میں کسی اور کو پورا حق سے کھڑا دیکھ کر میری ہمّت ٹوٹ چکی ہے. میں کیسے دیکھو گا اُسے کسی اور کا ہوتے

www.novelsclubb.com

ہوئے "۔۔۔۔۔۔زاویار نے ایک رحم دانہ نظر اُس کے چہرے پر ڈالی بکھرے بالوں اور سُرخ پڑتی آنکھوں کے ساتھ وہ اس حالت میں بھی کافی دلکش لگ رہا تھا وہ یوں ہی اُس کے ساتھ بیٹھا رہا بغیر کچھ بولے کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اُداسی کے لمحے کتنے مضبوط ہوتے ہیں اِس پر کچھ اثر نہیں کرتا نہ خوشی کے رنگ ،نہ ہمدردی کی جملے ،نہ محبت کے بول آپ اُداس ہیں یعنی پوری کائنات اُداس ہے۔۔۔

*****

وہ نکاح کے جوڑا پہنے ہلکا سا میک اپ کیئے خود کا عکس شیشے میں دیکھ رہی تھی۔وہ خوبصورت لگ رہی تھی کاش اُس کی طرح اُس کا نصیب بھی اچھا ہوتا۔دروازہ کُھلنے کی آواز پر اُسنے آنکھوں میں آئی نمی کو چھپانے کی ناکام کوشش کی تھی۔فاطمہ اور زِوش دونوں ایک ساتھ روم میں داخل ہوئے تھے ،حور یہ ہاجرہ بیگم کے ساتھ مہمانوں کے پاس تھی۔زِوش نے اُس کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھتے اُسے خود کے گلے

لگایا، وہ خالی آنکھیں لیئے اُس کے گلے لگی رہی زوِش نے پیچھے ہٹتے اُس کے چہرے پر سُرخ آنچل ڈالا اور اُسے اپنے ساتھ لیئے باہر لاؤنج کی طرف بڑھ گئی۔

لاؤنج میں سفید پھولوں سے بنی دیوار کے اُس پار حیدر کو اپنی پوری تیاری کے ساتھ بیٹھا دیکھ اُس کا دل اور بجھ گیا تھا بوجھل ہوتے قدموں کے ساتھ چلتی وہ اُس کے سامنے بیٹھ گئی۔

زاویار نے اُس کے بیٹھتے ایک نظر اپنی گھڑی کی طرف دیکھا اور پھر داخلی دروازے کی طرف دیکھا وہ کسی کی آمد کا شدّت سے انتظار کر رہا تھا۔احمد صاحب کے کہنے پر قاضی نے نکاح شروع کروایا۔

قاضی کے کلمات اپنی سماعت سے ٹکراتے ماہنور کو کسی صور سے کم نہ لگے تھے۔ قاضی نے کلمات پڑھنے کے بعد لڑکی سے اقرار کی اجازت مانگی، کتنا مشکل ہوتا ہے کبھی کبھی منہ سے دو لفظ نکلنا، تیز ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اُسنے جواب کے لیئے لب وا کیئے تھے کہ داخلی دروازے پر جانی پہچانی آواز کے شور سے رُک گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

سب کی نظریں داخلی دروازے پر جا رُکیں۔ زوِش نے گہرا سانس لیتے خوشی سے اپنے ساتھ کھڑے زاویار کو دیکھا جو اُسے دیکھنے کے بعد داخلی دروازے سے اندر آتے بُراق کو دیکھنے لگا۔

"سوری ٹو ڈسٹرب لیکن وہ کیا ہے نا نکاح میں خاص مہمانوں کی آمد باقی تھی تو اُن کے بنا نکاح کیسے ہو سکتا تھا۔"۔۔۔ بُراق کی بلند آواز پر سب نے اُلجھی نظروں سے اُسے دیکھا.

"آیئے اندر آیئے"۔۔۔۔ اپنے پیچھے دیکھتے بُراق نے کسی عورت کو اندر آنے کی اجازت دی۔ عورت کے ساتھ ایک بچے کو اندر آتا دیکھ ماہنور نے لمحے کو نظر اُٹھا کر حیدر کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھا۔

بُراق عورت کو لیئے حیدر کے عین سامنے کھڑا ہوا۔

"مسٹر حیدر، آپ اپنے دوسرے نکاح پر اپنی پہلی بیوی کو انوایٹ کرنا کیسے بھول سکتے ہیں؟ اس بچے کا بھی پورا حق ہے اپنے باپ کا دوسرا نکاح دیکھنے کا"۔۔۔۔۔

چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ سجائے بُراق نے کہا۔ماہنور حیرت سے اپنے ساتھ ہوئے اس ڈرامے کو سمجھنے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی اور ایک لمحہ لگا تھا اُسے سب سمجھنے میں۔

"کیا یہ سچ کہہ رہا ہے؟؟ حیدر کے والد نے کچھ بھی کہنے سے پہلے اُس سے پوچھا وہ اپنے بیٹے کے منہ سے سچ سننا چاہتے تھے"۔حیدر نے جواباً گردن جُھکا لی،احمد صاحب کا ہاتھ سید ھا دل کو گیا تھا۔

"آپ کے بیٹے نے چھپ کر پہلے سے ہی شادی کی ہوئی تھی اور اس بات کا اندازہ آپ دونوں میں سے کسی کو نہیں تھا"۔۔۔۔بُراق نے حیدر کے والدین کو دیکھتے اُن کے سر پر بڑے آرام سے بمب پھوڑا۔ماہنور خاموشی سے چلتے ہوئے حیدر کے مقابل آئی حیدر نے نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا کچھ کہنے کے لیئے منہ سے الفاظ نکالنے چاہے اس سے پہلے ماہنور نے بنا کسی کا لحاظ کیئے ایک زناٹے دار چماٹ اُس کے گال پر دے مارا۔چماٹ اتنا مضبوط تھا کہ اُس کی جلن سے حیدر کو اپنے گال جلتے

ہوئے محسوس ہوئے۔وہ بلے اس شادی سے خوش نہیں تھی لیکن اپنے ساتھ کی ہوئے گئے دھوکے کو کیسے معاف کر سکتی تھی ایک قہر برساتی نظر اُس پر ڈالنے کے بعد وہ اپنا لہنگا اٹھائے الٹے قدموں کے ساتھ گھر کے اندر چلی گئی۔۔

"چلو نکلو اب یہاں سے، بہت ہو گیا ڈرامہ "۔۔۔زاویار نے حیدر کو کہتے اُسے باہر کا راستہ دکھایا۔

"ایسے کیا گھور رہے ہو؟ صرف تمھارے اس بیٹے کی وجہ سے تمھیں چھوڑ رہے ہیں ورنہ تمھیں صحیح سے جیل کی ہوا کھلاتے کہ دوبارہ کسی عورت کو غلط ارادے سے دیکھنے سے بھی ڈرتے"۔۔۔۔وہ جو زاویار کو گھور رہا تھا مصطفیٰ کے کہنے پر ایک کوفت بھری نظر اُس نے مصطفیٰ پر ڈالی۔

حیدر کے والد احمد صاحب سے معافی مانگتے حیدر کو لیئے شرمندگی سے وہاں سے نکل گئے آہستہ آہستہ شاہ ہاؤس کا لاؤنج بھی خالی ہو چکا تھا مہمان سب ہی گھر کو لوٹ

www.novelsclubb.com

چُکے تھے۔ بُراق نے زاویار کی طرف دیکھا جس نے نظروں سے اُسے اجازت دی ۔گہرا سانس لیتے وہ احمد صاحب کے سامنے گیا۔۔۔

"انکل مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے"۔۔۔۔۔بُراق کے کہنے پر احمد صاحب نے نظروں سے اُسے اجازت دی۔

"کیا آپ اپنی بیٹی کا ہاتھ مجھے دیں گے ؟؟"وہ بنا کسی لگی پٹی کے خود ہی اپنے رشتے کی بات کر رہا تھا زاویار اور مصطفیٰ سمیت زوِش کے چہرے پر بھی دبی دبی مسکراہٹ آئی.

"بھائی صرف ہاتھ ہی چاہئے کیا؟"۔۔اپنی ہنسی کو روکتے مصطفیٰ نے اُس کے کان میں سرگوشی کی جواباً بُراق نے اُسے گھورا اور پھر احمد صاحب کی طرف متوجہ ہوا۔

"لیکن ماہنور"۔۔۔۔۔

"اُس سے میں خود بات کر لیتا ہوں ابھی"۔۔۔۔۔احمد صاحب کے کچھ بولنے سے پہلے بُراق نے اُن کی بات بیچ میں کاٹتے کہا۔اُس کی جلد بازی پر احمد صاحب مسکرائے تھے۔وہ جتنا زاویار کو جانتے تھے اتنا ہی بُراق کو بھی جان چکے تھے۔ زوِش کے چہرے کی خوشی دیکھنے کے بعد اتنا تو وہ جان چکے تھے کے ماہنور بھی اُس گھر میں بہت خوش رہے گی۔احمد صاحب کے اجازت دیتے ہی بُراق تیز قدم اٹھاتا لاؤنج عبور کرتا گھر کے اندر گیا۔اندر جاتے ہی اُس نے اپنا رُخ سیدھا ماہنور کے کمرے کی طرف کیا۔

دروازہ ناک کرتے وہ جواب کے انتظار میں تھا۔اندر سے جواب نہ آنے پر وہ دروازہ کھولتے اندر گیا نظریں سیدھا اُس کی پُشت سے ٹکرائیں جو دونوں پاؤں بیڈ سے نیچے کیئے سر جھکائے بیٹھی تھی۔اپنے پاس قدموں کی چاپ سننے پر بھی اُسنے چہرہ اُٹھا کر اُپر نہیں دیکھا۔اُس کے سامنے آتے وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا اُسے دیکھنے لگا۔

وہ جو سوچ رہی تھی کہ زوِش یا حور یہ آئی ہو گی بُراق کو اپنے سامنے دیکھ کر چونکی تھی۔

"مجھے لگا تُم نے رونے کا پروگرام شروع کردیا ہوگا"۔۔۔

"میرا نام ماہنور شاہ ہے میں اتنی کمزور نہیں ہوں کہ کسی کے دھوکہ دینے پر رونے لگ جاؤ"۔۔۔۔آہ اسی لیئے تو وہ بُراق کی پسند تھی کیوں کہ وہ کسی سے اتنی اُمید نہیں لگاتی تھی کہ اُس کے چھوڑ جانے پر آنسو بہائے۔

"تمھیں دکھ نہیں ہوا اُس کی سچائی جاننے کے بعد؟؟"

"نہیں، بلکہ میں شکر کر رہی ہوں کہ نکاح سے پہلے ہی اُس کی سچائی میرے سامنے آگئی"۔۔۔۔

"اللہ کے بعد میں سب سے زیادہ تمھاری شکر گزار ہوں کہ تُم نے کچھ غلط ہونے سے پہلے ہی اُس کی سچائی بتادی"۔۔۔ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ وہ اُس کا شکریہ ادا کرتے نظریں چُرا گئی.

"میرے نکاح نامے پر آٹو گراف دو گی؟؟"اُس کے اچانک پوچھنے پر پہلے تو وہ چونکی تھی پھر تمسخر سے ہنسی۔

"تمھیں مُجھ پر ترس کھانے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔

"مجھے تُم پسند ہو"۔۔۔۔اُس نے یک دم نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا براؤن آنکھیں نیلی آنکھوں سے ٹکرائی تھیں،سب کچھ رُک سا گیا تھا۔وہ اس وقت کسی بھی چیز کی توقع کرسکتی تھی سوائے اُس کے منہ سے اعتراف محبّت کے،کیا دعائیں اتنی جلد سُن لی جاتی ہیں؟ہاں دعائیں جتنی شدّت سے مانگی جائیں اتنے جلدی قبول ہوتی ہیں۔

"میں بہت تنگ کروں گی"۔۔۔۔۔ماہنور نے جیسے اُسے وارن کرنا چاہا.

"میں ساری زندگی تنگ ہونے کے لیئے تیار ہوں"۔۔وہ بھی اپنی بات پر اٹل تھا.

"جینا حرام کر دوں گی"۔۔۔۔

"تمھارے ساتھ حرام زندگی بھی قبول ہے۔"

"میں بہت شدّت پسند ہوں"۔۔۔

"میں کبھی جیلس ہونے کا موقع نہیں دوں گا"۔۔وہ اُس کی ہر بات کا ترکی بترکی جواب دے رہا تھا.

"تُم ساری تیاری کے ساتھ آئے ہو؟"

"آخری موقع ہے میرے پاس آج اگر نہیں بولا تو ساری زندگی پچتاؤں گا"۔۔۔۔

اُس کی آنکھوں میں التجائیں تھیں کتنی مشکل سے اُسے یہ موقع ملا تھا.

"تو تم مجھے شادی کے لیئے پرپوز کر رہے ہو؟؟" آنکھوں میں شرارت لیئے اُس نے پوچھا.

"ہاں"۔۔وہ ایسا جان لیوا اعتراف کرتا ہوا اُسے اچھا لگا تھا جب فضاؤں کی جھولی ٹھٹھرتے موسمی لمحوں سے لبالب تھی ماہنور کے ہونٹوں کے کناروں پر مسکراہٹ کھل اُٹھی تھی۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے کسی نے مجھے کہا تھا کہ تُم دُنیا میں آخری لڑکی ہوئی تب بھی میں تُم سے شادی نہیں کروں گا"۔۔۔شہادت کی انگلی ماتھے پر رکھتی وہ مصنوعی سا سوچنے لگی.

"یار تُم تو ابھی سے تنگ کرنے لگ گئی"۔۔۔اُس کے معصومیت سے کہنے پر وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

"تمھیں بابا سے بات کرنی ہو گی"۔۔۔کچھ لمحے بعد اُس نے سنجیدگی سے کہا.

"تمھارے بابا سے میں بات کر چُکا ہُوں بس تمھاری اجازت لینی تھی"۔۔۔

اُسے حیرت کا صدمہ لگا تھا تو وہ باہر سب سے پوری بات کر کے اندر آیا تھا، وہ واقعی حیران کن تھا اُس سے کسی بھی چیز کی توقع کی جا سکتی تھی۔

"تھینکس"۔۔۔۔محبّت اور خوشی سے کہتے وہ کمرے سے باہر نکل گیا لاؤنج میں آتے ہی سب لوگ اُس کا انتظار کر رہے تھے وہ اُترا ہوا چہرہ لیئے زاویار اور مصطفیٰ کے سامنے آیا۔اُس کا ایسا چہرہ دیکھ کر زاویار کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔اُن دونوں کے کچھ پوچھنے سے پہلے ہی وہ چہرے پر دُنیا جہاں کی خوشی لیئے اُن کے گلے لگا۔زاویار کے دل کو سکون آیا تھا کتنے وقت بعد اُسے یہ خوشی دیکھنے کو ملی تھی۔

"ڈرامے باز"۔۔۔۔اُس کی پشت میں مقّہ مارتے مصطفیٰ نے کہا۔

"شکریہ میرے یارو"۔۔۔۔بُراق نے اُن دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا آخر اُن دونوں کی وجہ سے ہی تو اُسے حیدر کی سچائی کا پتا چلا تھا اور پھر اُس کی بیوی اور بچے کا پتا اُس نے اپنے طریقے سے لگوایا تھا۔

زِوش اور حوریہ کے ہمراہ ماہنور لاؤنج میں آتی اُس کے سامنے بیٹھی۔

قاضی کے کلمات پڑھنے کے بعد دونوں نے باری باری نکاح کے دو بول بولتے خود کو ایک دوسرے کے نام کر دیا۔دونوں کو اپنی سجدوں میں مانگی محبّت مل چکی تھی۔

پھولوں کی سیج سے اس پار آتے بُراق نے اُس کے چہرے سے سُرخ آنچل ہٹایا۔وہ اُسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے کوئی معجزہ ہو پھر آگے بڑھ کر اُس کے ماتھے پر محبّت سے بھرپور بوسہ دیا۔

"میں نے تمھیں اپنی دعاؤں سے جیت لیا"۔۔۔اُس کی بات پر وہ مسکرائی۔

نکاح کے بعد رخصتی اگلے دن کی رکھی گئی جس پر سب راضی تھے

****

آج کی شام سلطان مینشن کے افراد کے لیئے خوشگوار شام تھی۔لاؤنج میں بیٹھے سب چائے سے لطف اندوز ہوتے ہوئے باتوں میں مصروف تھے۔شادی کے کارڈز آتے ہی بُراق نے سب سے پہلے ایک نکال کر ریحانہ بیگم کو پکڑایا اور خود بھی وہیں بیٹھ گیا۔یہ کارڈز بُراق نے خود ہی ارجنٹ میں بنوائے تھے،دوپہر کا ڈیزائن دیا ابھی تیار ہو کر پہنچا تھا۔

www.novelsclubb.com

ریحانہ بیگم پورے کارڈ کو پڑھتے آخر میں آئی اور وہیں اُن کی نظریں رُک گیں۔

کارڈ سے نظریں اُٹھا کر انہوں نے بُراق کو دیکھا۔

"یہ کیا لکھا ہے آخر میں؟؟"ریحانہ بیگم کے پوچھنے پر گھر کے سب ہی لوگ اُن کی طرف متوجہ ہوئے۔

"کیا؟"

"یہ نوٹ"۔۔۔انہوں نے نوٹ پر اُنگلی رکھتے کارڈ اُس کے سامنے کیا۔

"اوہ یہ، یہ میں نے خود لکھوایا ہے"۔۔۔چائے پیتے اُس نے نارمل انداز میں جواب دیا۔

"کیا لکھا ہے؟؟"مہتاب صاحب نے بیچ سے ایک کارڈ اُٹھا کر آخر میں لکھا نوٹ پڑھنا شروع کیا۔

www.novelsclubb.com

" No-one is allowed to wear any red shade because it's my wife's day"(برائے مہربانی کوئی بھی کسی قسم کا لال رنگ نہ پہن کے آئے کیوں کہ یہ میری بیوی کا خاص دِن ہے)۔

"کیا میں نے کچھ غلط لکھا ہے؟"

"نہیں نہیں بیٹے جی آپ نے کچھ غلط نہیں لکھا"۔۔۔۔ہلکا سا ہنستے مہتاب صاحب نے سر نفی میں ہلایا یہ لڑکا ہمیشہ اُن کی اُمید سے آگے کا کام کرتا ہے۔

"جانتا ہوں، ویسے بھی میری بیوی کا خاص دِن ہے تو کوئی اور کیوں اُس کی طرح لگے"۔۔۔شانِ بے نیازی سے کہتے اُسنے کندھے اُچکائے اور دوبارہ چائے پینے میں مصروف ہو گیا۔ریحانہ بیگم بھی گہرا سانس لیتی مسکرائی تھی، وہ کیا کہتی بات تو کسی حد تک صحیح لکھی تھی۔کیوں کے شادی میں کچھ لوگ دلہن سے زیادہ تیار ہو کر آئے ہوتے ہیں۔اور اُن کا ماننا بھی یہی ہے کہ لوگوں کو شادی میں مہمانوں کی

طرح ہی تیار ہو کر جانا چاہئے نہ کہ دلہن کی طرح تا کہ جس کا خاص دِن ہو وہ سب سے منفرد نظر آئے۔

*****

فریش ہو کر وہ واشروم سے باہر آئی روم کی بند لائٹس دیکھ کر وہ ہلکا سا حیران ہوئی۔ اُسے نہیں یاد کہ کب اُس نے واشروم جانے سے پہلے لائٹ آف کی تھی۔ گیلے بالوں کو تولیئے سے آزاد کرتے لائٹ آن کرنے کی غرض سے قدم بڑھائے تھے کے اچانک موبائل ٹارچ کی وجہ سے روم میں پھیلی روشنی پر اُس کے قدم رُکے۔ بیڈ پر بیٹھے بُراق کو دیکھ کر اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"ہیلو"۔۔۔۔دانتوں کی بھرپُور نمائش کرتے اُس نے ایسے ہیلو کیا جیسے یہاں انوایٹ کیا گیا ہو۔

"تُم۔۔۔تُم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟" وہ ایک ہی جُست میں اُس کے سر پر پہنچی۔

"اپنی بیوی سے ملنے آیا ہوں"۔۔۔۔نارمل سے انداز میں جواب دیتے وہ بیڈ سے اٹھتے اُس کے سامنے کھڑا ہوا۔

"بُراق تُم۔۔تُم اندر کیسے آئے"۔۔۔وہ اُسے کچھ اور کہنا چاہتی تھی لیکن اچانک یاد آنے پر اُس نے ایک نظر بالکونی کر گلاس ڈور کو دیکھتے اُس سے پوچھا کیوں کہ گلاس ڈور کو تو اُس نے خود بند کیا تھا۔تو وہ اندر کیسے آیا؟

"فاطمہ کی مدد سے"۔۔۔۔

"فاطمہ؟؟اور باقی کسی نے دیکھا نہیں تمھیں؟"

"بیگم زیادہ تھکے ہونے کی وجہ سے میرے ساس سسّر سو چکے تھے اسی لیئے مجھے یہاں اندر آتے کسی نے نہیں دیکھا"۔

"اور فاطمہ اُسے کیا بول کر تُم اندر آئے ہو؟"

"میں نے کہہ دیا کہ تُم نے بلایا ہے"۔۔۔

"کیا؟ تُم نے میرا نام لے لیا"۔۔۔اُسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا جو اُس پر ساری بات ڈال چُکا تھا۔

"ہاں، کیوں کہ میں تو شریف سا آدمی ہوں یوں بنا بلائے تھوڑی نہ کہیں جاتا ہوں"۔۔۔شریر مسکراہٹ سجائے اُس نے آنکھ ونک کرتے کہا۔ایک تو اُس نے جھوٹ کہا اوپر سے اُسے اور تنگ کر رہا تھا ماہنور کا تو غصّہ سوا نیزے پر پہنچ گیا۔

"تُم نہ۔۔۔ایک اچھا سا وقت دیکھ کر بھاڑ میں چلے جاؤ"۔۔۔لفظ چبا چبا کر کہتے وہ دبا دبا غرائی۔

"بھاڑ میں جانے کے لیئے بھی اچھا سا وقت دیکھنا پڑتا ہے کیا؟"اُس کے غصّے پر بُراق کو اور مزہ آنے لگا۔

"ہاں اچھا سا وقت دیکھ کر جانا تا کہ واپس آنے کا کوئی چانس نہ بنے تمھارا"۔۔

"لڑکی تھوڑی سی تمیز سے بات کر لو شوہر ہوں تمھارا"۔۔۔کالر سیدھا کرتے اُس نے گردن اکڑا کر کہا۔

"آدھا شوہر"۔۔۔اپنا موقع کہاں چھوڑتی تھی یہ لڑکی اُس نے اُس پر باور کروایا کہ صرف نکاح ہوا ہے رخصتی نہیں۔آنکھیں گھوما کر کہتے وہ اُس کے سامنے سے ہٹنے لگی جب بُراق نے اُسے دونوں بازو سے پکڑ کر دیوار سے لگایا۔اُس کے دنوں اطراف اپنے ہاتھ رکھتے اُسکا جائے فرار بند کر گیا۔

"جتنی تُم ہو نہ یقین کرو اُس کے لیئے میں آدھا ہی کافی ہوں"۔۔۔اُس کی آنکھوں میں دیکھتے اُس نے زو معنی خیزی سے کہا۔اُس کا خود کے اتنے قریب ہونے پر ماہنور کی چلتی زبان تالو سے لگ گئی، نظریں اُس کی خمار آلود نیلی آنکھوں سے ٹکرائی اُس کا دل ایک نئے سرے سے دھڑکنے لگا وہ اُسے اول دِن سے اچھا لگا تھا اور فلحال اُس شخص کی اتنی سی قربت پر اُسے اپنی جان نکلتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی۔کمرے کی معنی خیز خاموشی میں اُسے اپنی دھڑکنوں کی تیز آواز اپنی سماعت

www.novelsclubb.com

سے ٹکراتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی یوں جیسے دل ابھی سینے کی دیوار توڑتے باہر ہو گا۔

"تُم دور رہ کر بات نہیں کر سکتے؟؟ء خود پر قابو پاتے اُس نے ہمت کا مظاہرہ کیا۔

"نہیں"۔۔۔اُس کے چہرے کے آتے جاتے رنگوں کو دلچسبی سے دیکھتے وہ اُس کے اور قریب ہوا۔

"بُراق"۔۔۔اُس کے رحم طلب نظروں کو دیکھنے پر بُراق کا دل شدّت سے دھڑکا تھا۔

"کیا ہو گا تمھارا، اُس وقت کا سوچو جب تمھارے پاس بھاگنے کا کوئی راستہ بھی موجود نہیں ہو گا"۔۔۔اُسے ڈرانے کی ایک بھونڈی کوشش کرتے وہ پیچھے ہٹا۔

اُس کے دور ہونے پر ماہنور نے گہرا سانس لیا تھا اُس شخص کی ذرا سی قربت وہ برداشت نہ کر سکی۔

"تُم جاؤ نہ، جا کیوں نہیں رہے؟؟"اُس کے دوبارہ سے بیڈ پر بیٹھنے پر اُس نے کہا۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے"۔۔۔۔

"اگر تمھیں کسی نے یہاں دیکھ لیا تو؟؟"

"تو بول دونگا میری بیوی کا کمرہ ہے کسی غیر کا تو نہیں"۔۔۔

"بُراق شرافت سے اُٹھو اور یہاں سے نکلتے بنو"۔۔۔۔اُنگلی اُٹھا کر اُسے کہتی وہ پھر سے پرانی والی ٹون میں لوٹی۔

"اچھا جا رہا ہوں"۔۔۔۔منہ بناتے ہوئے کہتے وہ بیڈ سے اٹھا۔وہ یہاں صرف اُسے دیکھنے آیا تھا اور اُس کا کام ہو چُکا تھا اسی لیئے وہ اب گھر جانے کا ہی ارادہ رکھتا تھا۔

"ٹھیک ہے، میں جا رہا ہوں"۔۔۔دروازے کی طرف جاتے اُس نے کہا.

"ٹھیک ہے"۔۔۔۔

"تو میں جاؤ؟"جاتے جاتے وہ پھر سے پلٹا۔

"ہاں جاؤ"۔۔۔۔

"پکا؟؟"

"بُراق جا رہے ہو یا نہیں؟؟"مصنوعی غصّے کرتے وہ اس ڈرامے باز سے پوچھنے لگی.

"تُم اتنا اصرار کر رہی ہو تو نہیں جاتا"۔۔۔احسان کرنے والے انداز میں کہتے وہ دوبارہ اُس کی طرف آیا۔اُس کے سامنے کھڑے ہوتے اُسے سمجھنے کا موقع دیئے بنا اُس نے ماہنور کا ماتھا چوما۔

"کل ملتے ہیں بیگم"۔۔۔محبّت سے اُس کے گال تھپتھپاتے وہ روم سے باہر نکل گیا اُس کے جاتے ہی ماہنور کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ نے احاطہ کیا ۔روم لوک کرتے وہ سونے کی غرض سے بیڈ پر جا لیٹی۔

****

جاری۔۔۔

www.novelsclubb.com